



## سوال

(7) آیت "إِنَّ الْمُلُوكَ".....

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل آیت کی توضیح و تشریح مطلوب ہے :

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعْرَاجَہَا أَدْبَارًا لِّذُنُورِہِمْ وَكَذَٰلِكَ یَفْعَلُونَ ۚ ۳۴ ... سورة النمل

”بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں“

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگر اس آیت کا یہ مضموم لیا جائے کہ بادشاہ، خواہ کوئی بھی ہو بادشاہ ہو، جب کبھی کسی بستی میں فاتح ہو کر داخل ہوتا ہے تو وہ اسے تباہ برباد کر دیتا ہے اور شرفاء کو ذلیل و خوار کرتا ہے، تو یہ ایک غلط مضموم ہوگا۔

اس آیت کے سیاق و سباق پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ آیت ملکہ سبا بلقیس کے قصے کے ضمن میں نازل ہوئی ہے۔ ہدھ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب یہ خبر دی کہ:

إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۚ ۲۳ ... سورة النمل

”میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سر و سامان بخشا گیا ہے اور اس کا تخت تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کے پاس ایک خط روانہ کیا، جس میں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور بغیر کسی سرکشی کے مکمل اطاعت قبول کر لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ ملکہ بلقیس نے اپنی مملکت کے اکابرین کو مشورے کی خاطر جمع کیا کہ سلیمان علیہ السلام کو کیا جواب دینا چاہیے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس زبردست طاقت موجود ہے۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس سلسلے میں جو بھی اقدام کریں گی وہ سب کے لیے قابل قبول ہوگا۔ اس پر ملکہ سبا نے کہا:

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً ... ۳۴ ... سورة النمل



ملکہ سبان لوگوں پر یہ واضح کر دینا چاہ رہی تھی کہ بادشاہ جب کسی دوسری مملکت میں فاتح وغالب کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے تو اس بستی کا یہ انجام ہوتا ہے کہ فاتح بادشاہ اسکی اینٹ سے اینٹ بچا دیتا ہے، اسے تباہ برباد کر ڈالتا ہے اور مملکت کے شریف شہریوں کی عزت کو خاک میں ملا دیتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ واقعتاً جب کبھی استعماری قوتیں کسی ملک میں داخل ہوئیں تو انہوں نے اسے زیر و زبر کر ڈالا اور وہی انجام کیا جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سارے بادشاہ ایسے ہی ہوتے ہیں اور فتح و نصرت کے بعد وہ دشمن ملکوں کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔ کیوں کہ بادشاہوں میں لچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی۔ بادشاہت جب ہتھوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو تعمیر و اصلاح فی الارض کا ذریعہ بنتی ہے اور جب بُروں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے تو تباہی و بربادی کا سبب بن جاتی ہے۔

قرآن میں ان دونوں قسم کے بادشاہوں کا تذکرہ ہے۔ لچھے بادشاہوں میں قرآن نے طالوت، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے۔ یوسف علیہ السلام کو جب خدا کی طرف سے بادشاہت عطا ہوئی تو انہوں نے یوں شکر ادا کیا:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمَلِكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۝ ۱۰۱ ... سورة يوسف

”اے میرے رب! تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھ کو باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھایا“

سورۃ الکہف میں بادشاہ ذوالقرنین کا تذکرہ موجود ہے جو ایک نیک سیرت بادشاہ تھا۔ بادشاہ حکمراں اگر صالح ہو تو وہ بلاشبہ افضل الناس ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

”لَا يَوْمَ مِنْ إِيَّامٍ عَادِلٍ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً“ (طبرانی)

”انصاف پسند حکمراں کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر اور افضل ہے“

قرآن میں ان بادشاہوں کا بھی تذکرہ ہے جنہوں نے زمین میں فسادات برپائے۔ مثلاً نمرود بادشاہ جو ابراہیم علیہ السلام کا ہم عصر تھا اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا، اس نے ابراہیم علیہ السلام کے لائے ہوئے دین اسلام کی راہ روکنے کے لیے جو کچھ کیا اور ابراہیم علیہ السلام پر جو ظلم و ستم کیے تاریخ کی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔ اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کا ہم عصر بادشاہ فرعون جس کا تذکرہ قرآن میں بار بار آیا ہے وہ بر ملا کہتا تھا:

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي ۝ ۳۸ ... سورة لقاص

”اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا“

اسی طرح سورۃ الکہف میں اس ظالم بادشاہ کا تذکرہ موجود ہے جو ہر اجنبی کی کشتی پر غاصبانہ قبضہ کر لیتا تھا:

وَكَانَ وَرَاءَهُمْ بَلَدٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۝ ۷۹ ... سورة الکہف

”اور آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا“

بادشاہت اور حکمرانی فی نفسہ بری چیز نہیں ہے۔ اسکے بھلے یا بُرے ہونے کا انحصار اس شخص پر ہے جس کے ہاتھوں میں یہ نعمت آئی ہے۔ اگر اس نے اس نعمت کو نعمت جان کر تعمیر و ترقی اور اصلاح کے لیے استعمال کیا تو یہ سب کے لیے باعث نعمت ہے جیسا کہ حدیث ہے:



"نعم المال الصالح للفرع الصالح" (احمد)

"پاک مال اگر نیک آدمی کی ملکیت میں ہو تو کیا ہی بھلی چیز ہے"

ورنہ یہی نعمت سب کے لیے باعث عذاب بن جاتی ہے اور یہی اس آیت کا مقصود ہے جس کی تشریح و توضیح آپ نے پوچھی ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ یوسف القرضاوی

قرآنی آیات، جلد: 1، صفحہ: 41

محدث فتویٰ